# خاکہ سازی (Synopsis) کی اہمیت - ایک جائزہ

گلشن نسیم☆

**Abstract:**

Synopsis is an outline to indicate writing plan in research.It is an expected plan and a pathway to acheive required answers of research questions.It is infact second stage of academic research which comes after selection of topic.It is a roadmap which makes research easy and in order.Researcher arranges things in order of priority and relevance to devide and lessen his intelectual burden.This artical throws light on the importance and utility of making synopsis before writing thesis.

خاکہ، انگریزی اصطلاح Synopsis کا ترجمہ ہے۔ Syn کا مطلب کل یا ایک ساتھ اور Opsis کا مطلب دیکھنا ہے۔ اسی کو Out-Line بھی کہا جاتا ہے اور اردو میں تحقیقی خاکہ عام طور پر ابواب کی نشاندہی کو قرار دیا جاتا ہے، جس میں پس منظر، احوال، آثار، تاریخ اور تنقید وغیرہ شامل ہو۔

گیان چند اے جے راتھ کے حوالے سے خاکے کا مفہوم کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

> "An outline is simply an orderly plan in writing, of division and arrangement and ideas. Its Principal function is to indicate the relationship of iedea sto each otehr. (1)

گویا 'خاکہ' مختلف تصورات کی تقسیم، ترتیب اور باہمی رشتے کا نام ہے اور خاکے کی یہ جامع اور مناسب تعریف ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے زندگی کے ہر شعبے میں کام سے پہلے جو بھی منصوبہ بنایا جائے گا، وہی خاکہ ہوگا۔ بقول گیان چند انگریزی کی ایک مستقند کتاب ایم-ایل-اے ہینڈ بک میں لکھا ہے:

> ''خاکہ، تحقیق اور تسوید کے بیچ کی منزل کا نام ہے۔''(۲)

یعنی مواد کی بے ترتیبی کو ترتیب میں لانے کا تصور ہی خاکہ کہلاتا ہے۔ تحقیقی مقالے کا جوہر ترتیب ہے۔ کام کا آغاز کرنے سے پہلے ہی اس کا خاکہ تیار کرنا وہ ذہنی صلاحیتوں کا تقاضا کرتا ہے۔ پہلا تو یہ کہ مقالہ نگار اتنا علم رکھتا ہو اور

☆ ایم-فل اسکالر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

اتنی پس منظر معلومات بھی کہ پہلے ہی سے اسے مواد اور مآخذ کا اندازہ ہو اور دوسرا یہ کہ یہ تصور مضبوط ہوتا کہ وہ مواد حاصل کرنے سے پہلے ہی اس کی ذہنی ترتیب کا اندازہ کر سکے۔ اس لسلسہ میں بھی کئی راستے موجود ہیں کچھ کا خیال ہے کہ مواد جمع کرنے کلے بعد خاکہ کی تیاری کی جائے اور کچھ اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ گیان چند لینڈا ہینڈر فیلڈ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ’’شروع میں ابواب کے ذیلی حصے لکھ لیجیے۔ اس کے بعد تسوید کیجیے اور پھر خاکے پر بار بار نظر ثانی کرتے رہے۔‘‘(۳)

خاکہ بنانا مقالے کی تیاری کی طرح ایک مسلسل عمل ہے۔ مطالعے کے آغاز سے پہلے ذہن میں کوئی نہ کوئی تصور ہونا ضروری ہے۔ خواہ وشکل یا تصور دھندلا ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد مواد اکٹھا کیجیے اور ترتیب دیجیے۔ یہاں ایک اور بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ خاکہ دراسل خاکہ ہی ہے مراد یہ کہ یہ خیالوں کا تانا بانا ہے ار مقالے کی تیاری کا آغاز نا کہ اس کو حرفِ آخر سمجھتے ہوئے اس میں رد و بدل نہ کی جا سکے۔ یہ حرفِ اوّل ہے نا کہ حرفِ آخری کیوں کہ بہت سی وجوہات کی بنا پر خاکے میں رد و بدل کرنا پڑتا ہے۔ کیوں کہ خاکے کو مکمل کر لینے کے بعد جب مقالے کی تسوید کا مرحلہ آئے گا تو صحیح طور پر پتا چل سکے گا کہ مواد کس جگہ پر، کس حوالے سے کتنا درکار ہے۔ گویا کتنا چاہے اور کتنا نہیں اور اکثر نئے سرے سے ابواب کی گروہ بندی اور ترتیب کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ابواب کے اندرونی حصوں (بابُ مُس ذیلی عنوانات والے اجزا) کی ترتیب بدلی جا سکتی ہے۔ اس طرح تسوید کے ساتھ یا پھر اس کے بعد۔ اس کے بعد ہی خاکے کی آخری اور مکمل شکل وضع ہوتی ہے۔ گویا خاکے کی تیاری اور اس کی آخری قطعی شکل میں تین منزلیں ہیں۔ اوّلک کا شروع کرنے پر مواد کی فراہمی سے بھی پہلے، دوم مواد کی فراہمی اور مطالعے کے بعد اور سوم تسوید کے بعد۔

خاکہ (Synopsis) تحقیق کی ابتدائی منزلوں میں موضوع کے انتخاب کے بعد عمل میں آتا ہے۔ خاکے سے پہلے اپنے موضوع کی تفہیم ضروری ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کینوس واضح ہوگا تو خاکہ بھی ان سارے نکات کو سمیٹ لے گا جو اس کے موضوع کا حصہ ہیں۔ پارسنس (Parsons) کا کہنا ہے کہ اگر مقالے میں زماں اہم ہے تو مقالے کی ترتیب، تاریخی ہونی چاہیے۔ گویا ’’ارتقا‘ لفظ کی مناسبت سے سب کی ترتیب تاریخی ہونی چاہیے۔

خاکہ بناتے وقت ان اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیے:

۱۔ میلان  ۲۔ مطالعہ  ۳۔ مواد

۴۔ حیرانی (یعنی پہلے اس موضوع پر کام نہ ہوا۔ اس کا تعین سکالر کو پہلے ہی سے کرنا چاہیے۔

خاکہ کی کئی صورتیں ہیں: اس میں پہلے دیباچہ یا تعارف اائے گا یعنی جس میں اسکالر اپنے موضوع کا تعارف، پس منظر، دائرہ اور مقصد شامل کرے گا۔ یہ خاکے کا سب سے پہلا حصہ ہوتا ہے۔ خاکہ میں ابواب کی تقسیم اس طرح سے ہونی چاہیے جس سے ربط و تسلسل کا پتا چل سکے۔ اس تقسیم کی بنیاد اگر منطقی غور و فکر پر نہ ہو تو اسکالر مقالہ کی تحریری منزل میں بہت سی درپیش رکاوٹوں کو بآسانی شکست دے دے گا۔

خاکہ میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ازحد ضروری ہے:

۱۔ موضوع سے متعلق مسائل کی تشریح کی گئی ہو۔

۲۔ مطالعہ کی ضرورت اور مقصد کی وضاحت کی محتاج ن ہو۔ موضوع اور مسائل کی اہمیت پر اس طرح روشنی ڈالی جائے کہ داخلی جذبات واحساسات کی جگہ سائنسی نقطۂ نظر کی زیادہ جگہ ہو۔

۳۔ اگر اس موضوع پر پہلے بھی تحقیق کی گئی ہو تو اس کا ذکر خاکہ میں ہونا چاہیے تا کہ پتا چل سکے کہ یہ نئی تحقیق گذشتہ تحقیق کی کڑی اور منزل ہے۔

۴۔ تحقیقی طریقۂ کار بھی بتانا ضروری ہے۔"

ایس-ایم-اے شاہد (تجویز کا خاکہ) بیان کرتے ہوئے ہیئت (Format) پر زور دیا ہے اور تحقیقی ڈیزائن کو اس کا حصہ بنایا ہے۔ مثلاً تحقیقی خاکہ کی ہیئت کچھ یوں ہوگی۔

۱۔ تعارف یا تمہید (موضوع، مقاصد، ضرورت، اہمیت)

۲۔ تحقیقی مسئلہ یا سوال (بیان مسئلہ، تحقیقی سوالات یا فریضے، تحقیق کی تحدید یا حدود، وضاحتیں وغیرہ)

۳۔ سابقہ تحقیقات یا متعلقہ ادبیات کا جائزہ (اصولی، نظریاتی اور تحقیقی)

۴۔ تحقیقی ڈیزائن (عمومی وخصوصی طریق تحقیق، آلاتِ تحقیق کوائف کے متعلقات، میقات)

۵۔ پیش کش یا ابواب بندی (اصولی، تقابلی، تجزیاتی، تاریخی)

۶۔ خلاصہ، نتائج، مباحث، سفارشات

۷۔ کتابیات

۸۔ ضمیمے

یعنی ہم خاکے میں مندرجہ ذیل نکات کو سامنے رکھیں گے۔ اس کو دوبارہ پیش کیا جرا ہے اور اردو ادب میں اس کے کی نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں:

## مقاصدِ تحقیق:

۱۔ سید آل رضا کے حالاتِ زندگی مرتب کرنا۔

۲۔ سید اال رضا کی غزل کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ۔

۳۔ سید آل رضا کا جدید مرثیہ نگاری میں ادبی مقام متعین کرنا۔

۴۔ سید آل رضا کے غیر مطبوعہ کلام کی تدوین اور ان کے قلمی اور تصویری غیر مدون عکس کو محفوظ کرنا۔

۵۔ اردو شاعری کی روایت کے تناظر میں سید اال رضا کے مقام کا تعین۔

## ضرورت واہمیت:

چہ وقیع موضوع ہونے کی وجہ سے اپنی مثال آپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے چھپے ہوئے گوشوں کو سامنے لایا

جا سکے۔

**تحدید:**

تحقیقی مقالے کو سید آل رضا اور اُن کے فن کے محاکے تک محدود رکھا جائے گا اور اس کے ہم عصر شعرا کے کلام کا فنی و فکری اور موضوعاتی اعتبار سے موازنہ کیا جائے گا۔

**طریقِ تحقیق:**

تنقیدی و تجزیاتی نوعیت۔

**ابواب بندی:**

**بابِ اوّل: بیسویں صدی کا ادبی پس منظر**

الف۔ لکھنؤ کا ادبی و سیاسی پس منظر

ب۔ لکھنؤ کا دبستان شاعری

ج۔ سید آل رضا کا عہد

**باب دوّم: حالاتِ زندگی**

الف۔ آبا ؤ اجداد، خاندانی پس منظر

ب۔ تعلیم، ماحول، پیشہ ورانہ مصروفیات

ج۔ پاکستان میں سید آل رضا کی آمد اور اقامت

د۔ کراچی کا ادبی منظر نامہ

**بابِ سوم: آل رضا کی غزل**

الف۔ آل رضا کی غزل کا تنقیدی جائزہ

ب۔ لکھنوی روایت بالخصوص آرزو لکھنوی کے اثرات

ج۔ اساتذہ عصر ـــ صفی، عزیز، ثاقب کے اثرات

د۔ ترقی پسند تحریک کے اثرات

ہ۔ ہم عصر اشعرا

**باب چہارم: مرثیہ نگاری اور سیّد آل رجا**

الف۔ مرثیہ نگاری کا فنی و تاریخی تعارف

ب۔ لکھنؤ میں مرثیہ نگاری

ج۔ لکھنؤ میں روایتی مرثیہ نگاری سے قیامِ پاکستان تک مرثیہ کا تسلسل

د۔ اردو میں جدید مرثیہ نگاری کی روایت اور آلِ رضا

ہ۔ جدید مرثیہ نگاری کی خدمات

## بابِ پنجم: سیّد آلِ رضا کی شاعری کا تنقیدی جائزہ:

الف۔ دبستانِ لکھنؤ کا آخری نمائندہ

ب۔ خدمات اور مقالہ

ج۔ معاصرین اور مقالہ

د۔ نقادوں کی نظر میں

## بابِ ششم: آلِ رضا کا مطبوعہ و غیر مدوّن و غیر مطبوعہ کلام:

الف۔ تصانیف

ب۔ کلام کی ترتیب و تدوین

ج۔ غیر مدوّن کلام

د۔ غیر مطبوعہ کلام

## ضمیمہ جات

۱۔ غیر مطبوعہ کلام

۲۔ تحریر عکس

۳۔ اصلاح شدہ نمونہ کا عکس

۴۔ تصویری عکس

## مآخذ

۱۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، لائبریری، اسلام آباد

۲۔ نیشنل لائبریری، اسلام آباد

۳۔ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

۴۔ اکادمی ادبیات، پاکستان

۵۔ جامعہ کراچی لائبریری، کراچی

۶۔ غالب لائبریری، کراچی

۷۔ تیموریہ، کراچی

۸۔ لیاقت، کراچی
۹۔ سندھ یونیورسٹی لائبریری حیدرآباد، سندھ
۱۰۔ پنجاب یونیورسٹی مین لائبریری، لاہور
۱۱۔ ذاتی کتب خانہ
۱۲۔ انجمن ترقی اردو لائبریری، کراچی
۱۳۔ سوالنامے، انٹرویو، ناقدین کی آراء
۱۴۔ خطوط

## کتابیات:

خاکہ بنانا ہی اصل کام ہے تاکہ آپ اپنے کام کے بارے میں واضح تصور قائم ہو جاتا ہے۔
ڈاکٹر عندلیب شادانی کے بقول:

> ''خاکہ بنائے بغیر مقالہ لکھنا ایسا ہی ہے جیسے نقشے کے بغیر مکان کی تعمیر کرنا، خاکہ بنانے کے بعد ذہنی طور پر مقالے کی ہیئت متعین ہو جاتی ہے۔ اس نقشے پر عمارت بنانا آسان ہے۔ خاکے میں جو عنوانات قائم کیے جائیں۔ ان میں ترتیب زمانے کا لحاظ مفید ہے، بلکہ ضروری ہے۔ مطالعے کے دوران میں خاکے کے جس عنوان کے متعلق مواد ہاتھ آئے تو اسے اسی عنوان کے تحت درج کر لینا چاہیے۔''(۴)

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ابواب کے درمیان ربط موجود ہو، تاکہ یہ محسوس ہو کہ یہ بھرتی کا کام ہے۔ یہی وجہ ہے ابواب کی تقسیم توجہ مانگتی ہے۔

خاکے کے آخری باب اختتامیہ ہے جس میں مقالہ نگار کوئی باتیں شامل کرنا ہوتی ہیں۔ ابواب کی روشنی میں ان سب کو سامنے رکھ کر وہ تمام findings کو جمع کر لیتا ہے۔ اپنے مقاصد کو پیشِ نظر رکھتا ہے۔ مفروضات کی تردید یا تصدیق کا جائزہ لیا جاتا ہے اور تحقیقی عمل کی روشنی میں جو نتائج سامنے آتے ہیں ان کو آخری باب میں رقم کیا جاتا ہے۔ اس میں ان مسائل کا بھی ذکر ہو سکتا ہے جو تحقیق کے دوران سامنے آئے اور جو نئے سرے سے تحقیق کا تقاضا کرتے ہیں۔ بہتر اور مؤثر مقالہ وہ ہے جو شروع سے ہی قاری کو مسحور کرے اور وہ بے تکان مگر مسلسل تجسس کے ساتھ آگے بڑھتا ہے اور پڑھتا چلا جاتا ہے اور اسی دوران وہ خاکے پر نظرِ ثانی بھی ہو جاتی ہے۔

اگر تحقیقی عمل کا خاکہ ان تمام ضرورتوں اور مسائل کو سامنے رکھ کر نہ بنایا جائے جن سے تحقیقی عمل کے دوران سامنا ہو سکتا ہے تو پھر محقق کا آئندہ کا کام انتہائی دشوار، مشکل اور پُرپیچ ہوگا اور یہی وہ اہم کام ہے جس کو کرنے سے بعد میں کوئی مسئلہ درپیش نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ خاکہ (Sny) کی اہمیت مسلم ہے۔ اسی کے دوران تمام خامیاں دُور کر کے اپنے مقالے کو خامیوں سے پاک بنایا جا سکتا ہے۔

گیان چند کے بقول:

> ''میری رائے میں خاکہ بنانا مقالے کی تیاری کی طرح ایک مسلسل عمل ہے۔ مطالعہ شروع کرنے سے پہلے ذہن میں اس کے بارے میں کوئی تصور ہونا چاہیے۔ اگر نہیں ہے تو بیٹھ کر اپنے خندق اور فعال، تخیل و کی سرگرم عمل کیجیے اور کوئی نہ کوئی دھندلی ہی سہی مشکل متعین کیجیے۔ اس کے بعد مواد اکٹھا کیجیے، مطالعہ کیجیے اور اسے ترتیب دیجیے۔ بہت ممکن ہے کہ سامنے موجود مواد کی روشنی میں بنائے عارضی خاکے میں رد و بدل کرنی پڑے۔ اس کے بعد جب تسوید کریں گے تو معلوم ہوگا کہ بعض عنوانات پر بہت زیادہ لکھا گیا بعض پر بہت کم۔ پھر سے ابواب کی گروہ بندی کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ابواب کے اندرونی حصوں (باب میں ذیلی عنوانات والے اجزا) کی ترتیب بدلی جا سکتی ہے...
> گویا خاکے کی تیاری اور اس کی آخری شکل میں تین منزلیں ہیں... اگر خاکے میں اس طرح ارتقا اور ترتیب کا عمل جاری رہے گا تو آخری خاکہ بہت باترتیب، چست اور منظم ہوگا۔''(۵)

اسی لیے خاکے کی تیاری کے بغیر مقالہ مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے اور بہت سی پرانی کتابیں ہمیں بغیر ترتیب کے ملتی ہیں کیوں کہ خاکی مواد کی ترتیب کی مکمل صورت ہے۔ یہی صورت بعد میں تحقیق کے کام کو معتبر بنا دیتی ہے۔

---

## حوالہ جات:


۱۔ گیان چند، ڈاکٹر، **تحقیق کا فن**، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء، ص ۱۰۲

۲۔ ایضاً ، ص ۱۰۷

۳۔ ایضاً ، ص ۱۰۸

۴۔ ایم سلطانہ بخش، **اردو میں اصولِ تحقیق**، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۲ء، ص ۵۵

۵۔ گیان چند، ڈاکٹر، **تحقیق کا فن**، ص ۱۰۷-۱۰۸